ہفت روزہ

خدّام الدّین لاہور

بیادِ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

٢٦ ذوالقعدہ ١٤٠٤ھ

٢٤ اگست ١٩٨٤ء

یکے از مطبوعات انجمن خدّام الدّین ○ لاہور

احادیث الرسولؐ

تین پسندیدہ چیزیں

اسعد قادری

پسند اپنی اپنی، نظر اپنی اپنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبب الیٰ من دنیاکم ثلث النساء والتعطر وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری دنیا کی تین چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے (۱) عورت کہ اس سے تکمیل ایمان اور تکمیل معاشرت ہوتی ہے (۲) خوشبو، کہ یہ لطافت طبع کی بات ہے۔ (۳) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے کہ یہ اہم عبادت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی پسند

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جب یہ حدیث سنی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں (۱) النظر الیک آپؐ کے روئے انور کو دیکھتے رہنا۔ (۲) والجلوس بین یدیک۔ آپؐ کے روبرو بیٹھے رہنا (۳) والانفاق مالی الیک۔ اپنا مال آپؐ پر نچھاور کرتے رہنا۔

حضرت عمر فاروق رضؓ کی پسند

۱۔ امر بالمعروف، اچھی باتوں کا حکم کرنا (۲) والنہی عن المنکر، بُری باتوں سے روکنا (۳) والقول الحق اِن کانَ مُرًا۔ حق بات کہنا، خواہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔

حضرت عثمان غنی رضؓ کی پسند

حضرت عثمان غنی رضؓ نے عرض کیا کہ مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں۔ (۱) اطعام الطعام۔ مہمانوں کو کھانا کھلانا (۲) افشاء السلام، سلام کا پھیلانا (۳) والصلوٰۃ باللیل والناس نیام۔ شب میں نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ کی پسند

حضرت علی رضؓ نے عرض کیا مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں (۱) الضرب بالسیف، تلوار چلانا (۲) واقراء الضیف، مہمانداری کرنا۔ (۳) والصوم بالصیف۔ موسم گرما میں روزے رکھنا۔

اتنی دیر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آ گئے اور کہا کہ مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں۔ (۱) اداء الامانۃ، امانت کی ادائیگی (۲) وتبلیغ الرسالہ، پیغام رسانی (۳) وحبّ المساکین، مسکینوں کی محبّت۔ اور پھر کہا۔

اللہ تعالیٰ کو بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں

لسانٌ ذاکرٌ۔ ذکر کرنے والی زبان، (۲) وقلب شاکرٌ۔ شکر گزار دل، ۳۔ وبدنٌ علی البلاء صابرًا۔ مصائب کو جھیلنے والا بدن۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی پسند

۱۔ یحصل العلم فی طول اللیالی طویل راتوں میں مطالعہ کرنا ہے ۲۔ وترک التعاظم والتعالی بڑائی اور تکبّر سے بچنا (۳) وقلب من امور الدنیا خالی دنیا کے کاموں سے دل کو فارغ رکھنا۔ اور جب حضرت امام مالکؒ

(باقی ۲۴ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۷

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

بدل اشتراک
فی کاپی: -/۲ روپے
پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے



نقطۂ نظر

قادیانی مسئلہ

اور ہمارے سیاسی راہ نما

روزنامہ جنگ لاہور ۱۴ اگست ۸۴ء کے مطابق کالعدم پیپلز پارٹی کی سربراہ مس آنسہ بے نظیر بھٹو نے لندن میں ایک انٹرویو کے دوران قادیانیوں پر پاکستان میں ہونے والے مبینہ مظالم کا ذکر کیا ہے۔ اور بزعم خویش پاکستان میں ظلم کا شکار ہونے والے طبقات میں قادیانیوں کا بطور خاص تذکرہ کرتے ہوتے کہا ہے کہ ان پر بہت ظلم کیا جا رہا ہے۔

اس سے قبل ملک کے بعض دیگر ممتاز سیاستدان بھی جن میں بیگم نسیم ولی خان، میر غوث بخش بزنجو اور سیّد محمد قسور گردیزی بطور خاص قابلِ ذکر ہیں۔ متعدد بار اپنے بیانات میں قادیانیوں کی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے ملتِ اسلامیہ کے مؤقف اور جذبات کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کر چکے ہیں اور غالباً قیام پاکستان کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ قادیانیوں کو ملتِ اسلامیہ کے جذبات و رجحانات کے خلاف بعض سرکردہ سیاسی راہ نماؤں کی حمایت حاصل ہوئی ہے جو یقیناً ایک لمحۂ فکریہ ہے اور ملک کے سیاسی اور دینی حلقوں کو اس کے اسباب وعلل اور نتائج و عواقب پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔ جہاں تک قادیانیوں کی مبینہ مظلومیت اور ان پر ہونے والے مبینہ مظالم کا تعلق ہے

ناشر: مولانا عبیداللہ انور • مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور • مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

تو یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے جیل خانوں کی کال کوٹھڑیوں میں سزا بھگتنے والے قیدیوں کے بارے میں ان کے جرائم کو نظرانداز کرتے ہوتے کہہ دیا جائے کہ دیکھو ملک کی اکثریت نے ایک چھوٹی سی اقلیت کو کال کوٹھڑیوں میں بند کرکے ان پر ظلم و ستم کا سلسلہ دراز کر رکھا ہے اور ان کے حقوق سلب کر رکھے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی گروہ جس صورت حال سے آج دوچار ہے وہ اس کے ایک سَو سالہ طرز عمل اور کردار کا منطقی نتیجہ ہے ۔اور یہ ملّت اسلامیہ کے صبر و حوصلہ اور تحمل و رواداری کا مظاہرہ ہے کہ قادیانیوں کے سو سالہ قومی جرائم کا ردِّ عمل بہت تاخیر سے اور انتہائی نرم اور ڈھیلے انداز میں سامنے آیا ہے ورنہ آزادی کی قدر و قیمت سے آگاہی رکھنے والی قومیں آزادی کے حصول کے بعد سب سے پہلے ان گروہوں سے نمٹتی ہیں جو قومی آزادی کے حصول میں حائل رہے ہوں اور جنہوں نے قومی جدوجہد کا ساتھ دینے کی بجائے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کئے ہوں۔

قادیانیوں کی وکالت کرنے والے سیاستدانوں کو اس حقیقت سے بے خبر نہیں رہنا چاہیئے کہ:

- ⊙ قادیانیوں نے اسلام کے بنیادی عقائد سے انحراف کرکے امّت میں تفرقہ پیدا کیا اور ایک نئی امّت کی بنیاد ڈالی ہے۔
- ⊙ جد و جہد آزادی میں بیرونی استعمار کا آلۂ کار بن کر تحریک آزادی سے مسلسل غداری کی ہے۔
- ⊙ جہاد کی حرمت کا پرچار کرکے مسلمانوں کو مذہبی غیرت اور ملّی حمیّت سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے۔
- ⊙ قیام پاکستان کے وقت گورداسپور کی تقسیم میں اپنا وزن خود غیر مسلموں کے پلڑے میں ڈال کر ضلع گورداسپور کو تقسیم کرایا اور بھارت کو کشمیر کا راستہ مہیّا کرکے مسئلہ کشمیر کھڑا کر دیا۔
- ⊙ قادیانیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے تقسیم ہند کو عارضی قرار دے کر پاکستان کو ختم کرنے اور اکھنڈ بھارت کے دوبارہ قیام کا عزم ظاہر کیا۔
- ⊙ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں قادیانی نبی کے پوتے ایم ایم احمد نے اہم کردار ادا کیا۔ جس کا اعتراف راؤ فرمان علی جیسے ذمہ دار حضرات بھی کر چکے ہیں۔
- ⊙ اور ان تمام باتوں کے باوجود اس گروہ نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور مسلمانوں کے مخصوص امتیازات اور شعائر استعمال کرکے دنیا بھر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا ہے۔

ان حالات میں ملتِ اسلامیہ کے اس نرم ترین مؤقف کو قادیانیوں کو مسلمانوں کے شعائر اور امتیازات کے استعمال سے روک کر اس اشتباہ کو ختم کیا جائے جس سے عام لوگ دھوکہ کھاتے ہیں ظلم قرار دینا اور قادیانیوں کی وکالت کرکے انہیں مظلومیت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا ناانصافی اور ظلم کی بات ہے۔

ان سیاستدانوں کو یہ بات مدِّنظر رکھنی چاہیے کہ ملتِ اسلامیہ کے مطالبات اس کے اپنے حقوق اور تشخّص کے تحفظ کے مطالبات ہیں۔ دنیا میں ہر شخص یا طبقہ کا مسلّمہ حق ہے کہ وہ اپنے تشخّص اور امتیاز کا تحفظ کرے اور کسی دوسرے کو اس تشخص اور امتیاز کے استعمال کی اجازت نہ دے اور اس حق کی مخالفت کرنا ملک کی اکثریت کے جائز حقوق و مفادات کی نفی کرنے کے مترادف ہے۔

اس موقع پر صورت حال کے اس افسوسناک پہلو کا ذکر بھی بے جا

(باقی ۱۰ پر)

مجلسِ ذکر

مومن اور ذکرِ الٰہی

شیخِ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ٗ

امّا بعد :-

ہمارے حضرت قدّس سرہٗ نے اس پاکیزہ مجلس کا ہفتہ وار سلسلہ شروع کیا تھا جس کا مقصد ذکر و فکر الٰہی ہے۔

ایک مومن و مسلمان جب اس کو اللہ تعالےٰ نے دولت ایمان و یقین سے سرفراز فرمایا ہے تو اپنے منعم و محسن کی شکرگزاری کے لیے اس کا فرض ہے کہ وہ اسے ہر حال میں یاد کرے۔ زبان سے اعضاء وجوارح سے! جس عضو و حصّہ کو اللہ تعالےٰ نے جن مقاصد کے لیے پیدا کیا ان کو اسی طرح استعمال میں لانا ازبس ضروری ہے۔

زبان کے متعلق اللہ کے آخری نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کی یاد سے تر رہنی چاہیے"۔

قرآن و سنت کو اٹھائیں تو مختلف انداز میں ذکر و فکر کی تلقین کی ہے۔ ایک جگہ سورۂ آل عمران میں ان لوگوں کو عقل مند بتلایا گیا ہے جو کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

قرآن بھی ذکر ہے!

یاد رکھیں کہ محض اللہ اللہ کرنا ہی ذکر نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس سے اللہ کی یاد ہو سکے "ذکر" ہے مثلاً قرآن مجید میں قرآن کو بار بار "ذکر" کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ تو اللہ کا کلام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسے اپنے نبی کے قلبِ انور پر اتارا اس کا پڑھنا، سیکھنا، سمجھنا اور عمل کرنا ساری ہی باتیں اجر و ثواب کا باعث ہیں۔ انسان جب اس کو پڑھتا ہے تو وہ گویا اپنے خالق سے ہمکلام ہوتا ہے۔

اسی طرح کلمہ مبارکہ ہے تو اسے "افضل الذکر" بتلایا گیا ہے۔ لفظ 'اللہ' تو وہ حضرت حق کا اسم ذاتی اور اسم اعظم ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے باقی اسماء مبارکہ ہیں جن کے متعلق حدیث میں بڑی فضیلت ارشاد فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح درود پاک ہے اس کے پڑھنے کا بے پناہ اجر و ثواب ہے۔ الغرض بندہ مومن کا کام اپنے سچے خدا کی یاد میں محو رہنا ہے اور ایک لمحہ بھی اس سے غفلت صحیح اور درست نہیں۔ اہل اللہ اسی لیے فرماتے ہیں جو دَم غافل سو دَم کافر۔ تو یہ مجلس پاک پردۂ غفلت کے علاج کا ذریعہ ہے۔ آپ حضرات توفیقِ الٰہی سے یہاں آتے ہیں تو کامل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ اس میں بیٹھا کریں اور اپنے قلب کو اللہ کی طرف پوری طرح

(باقی ۱۰ پر)

خطبۂ جمعہ

— ضبط و ترتیب —
ادارہ

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت اور اس کے تقاضے

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبَیداللہ انور مدظلہم ○

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :۔

قل اطیعوا اللّٰہ والرّسول ۚ فان تولّوا فانّ اللہ لا یحبّ الکٰفرین ۝

ترجمہ : آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو ، پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ کافروں سے (ذرا) محبت نہیں رکھتا ۔

(پ ۳ س ۳ آیت ۳۲)

حاشیہ شیخ التفسیر قدس سرہ

اطیعوا اللہ سے مراد قرآن شریف کا اتباع ہے ۔ اور اطیعوا الرسولؐ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ کا اتباع کرو تب تمہیں متبع رسولؐ سمجھا جائے گا آئندہ آیات میں تاریخ سے شہادت پیش کرکے یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مدد نہیں کی ۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کی جائے اور جو اس حکم سے روگردانی یا اعراض کرے گا اس کا شمار منکروں میں ہوگا اور اللہ انکار کرنے والوں کو کبھی دوست نہیں رکھتا ۔

حضرات محترم! سنت اللہ یہ رہی ہے کہ وہ نوعِ انسانی کی ہدایت اور بنی نوع انسان کو راہِ راست پر لانے اور قائم رکھنے کے لیے اپنے نبی اور رسول دنیا میں بھیجتے رہے ہیں ۔ اور یہ سلسلہ جاری رہا تا آنکہ ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور ختم نبوّت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا ۔

محترم حضرات ! قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ عام طور پر لوگ اس وقت تک سیدھی راہ پر رہتے جب تک ان میں کوئی نبی موجود ہوتا لیکن جب دنیا سے رخصت ہو جاتا تو اس کے ماننے والے پھر برائیوں کی طرف لوٹ آتے اور زمین پر گناہوں ، بدکاریوں ، ظلم اور خونریزی کا وہی نقشہ دوبارہ ابھر آتا ہے جو نبی کی آمد سے پہلے ہوتا تھا ۔ اس کا سبب یہ تھا کہ لوگ نبی کے رخصت ہو جانے کے بعد اس ظلمت کدۂ عالم میں روشنی و رہنمائی کا کوئی مینار اپنے سامنے موجود نہ پاتے اور اس طرح ظلم و عدوان اور کفر و شرک کی تاریکیوں میں کھو کر راہِ راست سے بھٹک جاتے اور ایسے بھٹکتے کہ ان کو سنبھالنے اور سنوارنے والا کوئی نہ ہوتا ۔ چنانچہ ماضی کی اس تاریخ کو پیشِ نظر رکھ کر اور اپنی امت کو اس خدشہ سے نجات دلانے کی خاطر سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ۔ کیونکہ دنیا میں اب کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں اور مَیں سلسلۂ نبوت و رسالت کی آخری کڑی اور منتہا ہوں اس لیے اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جو تمہاری رہنمائی کریں گی اور گمراہی کے گھپ اندھیروں میں تمہارے لیے مشعلِ راہ اور مینارۂ نور ثابت ہونگی ۔ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو راہِ راست سے ہرگز نہیں بھٹکوگے اور روشنی کے یہ بلند و بالا اور بے مثل مینار کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ کتاب اللہ بنی نوعِ انسان کے لیے دنیا میں کامیابی اور آخرت کی سرخروئی کی ضمانت دیتی ہے ۔ اس کے قوانین اٹل اور مکمل ہیں اور ان کی پیروی کرنے والا کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھے گا ۔ اس میں زندگی کے ہر مسئلہ اور مشکل کا حل موجود ہے اور یہ ہر دَور اور ہر زمانے کے لیے کافی وافی اور شافی ہے ۔

سنّتِ نبویؐ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و ارشادات ہیں ۔ ان کے اعمال و افعال ہیں ان کا طرز اور طریق زندگی ہے جو دیکھنے والوں نے بیان کیا ۔ نیز وہ کام جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسروں نے کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع نہ کیا یا پسند فرمایا وہ بھی سنّتِ نبوی کے زمرہ میں آتے ہیں ۔

حضراتِ گرامی ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ، آپؐ کے اخلاق ، آپؐ کا طرزِ زندگی ، آپؐ کا طریقِ معاشرت ساری نوعِ انسانی کے لیے نمونہ ہیں آپؐ کے ارشادات ہمارے لیے ہر ہر قدم پر رہنمائی کرتے اور ہدایت کی راہیں کھولتے ہیں اور آپؐ ہی کے نقشِ قدم پر چل کر ہم دنیا اور آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے اور منزلِ مراد کو پا سکتے ہیں ۔

عشرۂ ذی الحجہ

آیئے ! آج جب کہ ہم "عشرۂ ذی الحجہ" میں داخل ہو چکے ہیں ہم یہ دیکھیں کہ اس سلسلہ میں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے اور ہمارے لیے کون سی راہ متعین فرمائی ہے تاکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرکے اور ان کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر کامیاب و کامران ہوں اور دنیا و آخرت کی سعادتیں ہمارے حصّہ میں آئیں ۔

حضرات محترم ! یکم ذی الحجہ سے دس ذی الحجہ تک کے دس دنوں کو عشرہ ذی الحجہ کہا جاتا ہے اور ان دس دنوں کی احادیث میں بہت سی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں :۔

عشرۂ ذی الحجہ میں اعمالِ صالحہ اور اُن کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کا ارشاد گرامی ہے :۔

"ان دس دنوں (عشرۂ

ذی الحجہ) کی عبادت اللہ کو جس قدر محبوب ہے اس کے مقابلہ میں دوسرے دنوں کی عبادت اتنی محبوب نہیں ہے۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ! خدا کے راستے میں جہاد بھی ان دنوں کے اعمال کے برابر نہیں ہو سکتا؟ آپؐ نے فرمایا ان دنوں کا مقابلہ جہاد بھی نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ کوئی شخص اپنا مال اور جان دونوں میدانِ جہاد میں قربان کر دے دونوں میں سے ایک چیز بھی واپس نہ آئے تو ایسا جہاد بیشک ان دنوں کے اعمالِ صالحہ کا مقابلہ کر سکتا ہے"۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت کا ترجمہ ہے :-

"عشرۂ ذی الحجہ کے نیک عمل دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اللہ کو بہت پسندیدہ ہیں پس ان دنوں میں لا الہ الّا اللہ۔ اللہ اکبر، الحمدللہ کی کثرت رکھو"۔

ایک اور روایت میں ان دنوں کی فضیلت اس طرح بیان ہوئی ہے :-

"تمام ایّام دنیا میں سے ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن افضل ہیں۔ کسی نے عرض کیا جو دن جہاد میں صرف ہوں وہ دن بھی ان دنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے؟ فرمایا۔ ایسا جہاد تو ان دنوں کا مساوی ہو سکتا ہے جس میں مجاہد کا چہرہ خون آلود ہو جائے اور وہ میدانِ جہاد ہی میں قربان ہو جائے۔

روزہ اور قیام کا ثواب

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے :-

"جس شخص نے دس دن کے روزے رکھے اس کو ہر روزے کے بدلے میں ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اور آٹھویں تاریخ کے روزہ کا ثواب ایک سال کے برابر ہے۔ حضرت ابو قتادہؓ کی روایت میں نویں تاریخ کے روزے کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ فرمایا ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ اس طرح ہیں :-

احتسب على الله ان يكفر السنة الباقيه والماضية

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں :-

احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله والسنة التى بعده۔

یعنی یوم عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ارشاد ہے۔

"عشرۂ ذی الحجہ کے ہر دن کا روزہ ثواب میں ایک سال کے برابر اور رات کا قیام شب قدر کے قیام کے مساوی ہے"۔

نویں تاریخ کی صبح سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک کا عمل

ہر مسلمان کو فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الّا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد پڑھنا چاہیئے۔ اگر امام پڑھنا بھول جائے تو مقتدی بلند آواز سے تکبیر پڑھ کر اسے یاد دلا دیں۔ نیز جو شخص تنہا نماز پڑھے اُسے بھی یہ تکبیر پڑھنی چاہیے۔ مزید برآں ان پانچ دنوں میں اگر کوئی نماز قضا ہو جائے اور انہی دنوں میں اسے ادا کیا جائے تو اس کو مع تکبیر کے ادا کرنا چاہیئے۔

دسویں ذی الحجہ کا دن اور اس کے اعمال و مستحبّات

دسویں ذی الحجہ کا دن عیدالاضحیٰ کا دن ہوتا ہے۔ اس

کی صبح کو غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، عیدگاہ کی طرف پیدل چلنا — جانا ایک راستہ سے اور آنا دوسرے راستہ سے، یہ تمام عمل مستحبات ہیں نیز عیدالاضحیٰ میں ناشتہ کے بغیر عیدگاہ جانا بھی مستحب ہے اور راستہ میں تکبیر کے یہ الفاظ پڑھتے رہنا بھی ضروری ہیں :-

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الّا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

مقصد یہ ہے کہ اس دن تمام راستے اور در و دیوار تکبیر الٰہی کے زمزموں سے گونجنے لگیں۔ اور توحید خداوندی کے ایک داعی کا پیغام فضاؤں میں اللہ کی عظمت و بڑائی کا رس گھول دے۔

عید کی نماز کا طریق

نیّت کے لیے صرف اسی قدر کافی ہے کہ عیدالاضحیٰ کی دو رکعتیں جو سنّتِ مؤکدہ ہیں مع چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام کے ادا کرتا ہوں۔ پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور عام نمازوں کی طرح ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لیں۔ سبحانک اللّٰہم تا آخر پڑھیں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ اسی طرح تین مرتبہ کریں اور پھر چوتھی مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں۔ اب امام قرأت پڑھے اور مقتدی خاموش کھڑے رہیں یہ چار تکبیریں ہوئیں جن میں سے ایک تو یعنی پہلی تکبیر تحریمہ ہوئی جو تمام دیگر نمازوں میں کہی جاتی ہے باقی تین تکبیریں زائد ہیں۔ دوسری رکعت میں امام کی قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے پھر تین تکبیریں ہیں۔ چنانچہ رکوع سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں — پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں یہ بھی چار تکبیریں ہوئیں۔ ایک تکبیر تو رکوع میں جانے کی ہے اور تین تکبیریں زائد ہیں باقی نماز اپنی حالت پر عام نمازوں کی طرح ہے۔

تاخیر سے نماز میں شامل ہونے والے کے لئے حکم

جو شخص نماز میں تاخیر سے شامل ہو اس کو چاہیے کہ وہ ہاتھ اٹھا کر اپنی تکبیریں کہہ لے لیکن اگر امام رکوع میں چلا گیا ہو تو پھر فوراً رکوع میں مل جائے اور بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع ہی میں تین بار اللہ اکبر کہہ لے اگر ایک یا دو تکبیریں باقی تھیں کہ امام رکوع سے کھڑا ہو گیا تو یہ بھی امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ ایسی حالت میں تکبیریں ساقط ہو جائینگی اگر ایک شخص کی رکعت مستقل جاتی رہے اور دوسری امام کے ساتھ پڑھ لے تو جب وہ اپنی فوت شدہ رکعت پڑھنے کھڑا ہو تو شروع میں تکبیریں نہ کہے بلکہ رکوع میں جاتے وقت تکبیریں ادا کرلے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس وقت نماز میں شامل ہو جب کہ دوسری رکعت بھی فوت ہو چکی ہو تو پھر جماعت میں شامل ہوکر سلام کے بعد اٹھے اور باقاعدہ مقررہ ترتیب کے ساتھ جو نماز کے طریق کے ضمن میں بتائی گئی ہے نماز ادا کرلے۔

قربانی

دسویں ذی الحجہ کو نماز عید کے بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر عمل قربانی کرنا ہے اور اس کی فضیلت کا اندازہ

اس بات سے لگائیے کہ قربانی کے جانور کے ہر ایک بال کے بدلے میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے. قربانی کے خون کا ہر ایک قطرہ گناہوں کے کفّارہ کا سبب ہے ۔ قربانی کے جانور کا ہر ایک عضو یہاں تک کہ اس کی کھال اور اس کے کھُر اور سینگ سب میزانِ عمل میں ہوں گے ۔ قربانی کرنا پُل صراط پر عبور کرنے میں ممد و معاون ہوگا۔ جہاں تک قربانی کے مسائل کا تعلق ہے وہ ایک الگ مضمون میں پیش کر دیے گئے ہیں ۔

اللہ رب العزت ہمیں اسوۂ رسولؐ کو اپنانے کی توفیق بخشے ، و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ : اداریہ

نہ ہوگا کہ قادیانیوں کی وکالت کرنے والے مذکورہ بالا تمام سیاستدانوں کا تعلق ایک ایسے سیاسی اتحاد سے ہے جو تحریک بحالی جمہوریت (ایم، آر، ڈی) کے نام سے بزعمِ خویش ملک میں جمہوری عمل اور شہری حقوق کی بحالی کی جد و جہد میں مصروف ہے مگر ان کی جمہوریت نوازی کا عملی مظاہرہ اس طرح سامنے آیا ہے کہ پاکستان کے جمہور عوام کے مطالبات اور جذبات کو رَد کرتے ہوئے ایک سازشی اور جارح اقلیتی گروہ کی حمایت کر رہے ہیں ۔ جو خود جمہوری تقاضوں کے بھی منافی ہے ۔

ہم ایم، آر، ڈی سے وابستہ علماء کرام سے بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ قادیانیت اور دیگر اہم دینی معاملات کے بارے میں ایم ۔ آر ۔ ڈی کے سرکردہ راہنماؤں کے مسلسل مخالفانہ بیانات کے بعد بھی اس وابستگی پر ان کا شدید اصرار کوئی معقول اور مناسب رویّہ نہیں ہے اور وہ صرف یہ کہہ دینے سے بری الذمّہ نہیں ہو جاتے ، کہ ہمارا اتحاد صرف چار نکات پر ہے باقی معاملات میں سب آزاد ہیں ۔ کیونکہ ان کی حیثیت صرف سیاستدانوں کی نہیں علماء کرام کی بھی ہے اور علماء کرام کی رفاقت کے سائے میں دینی مسلّمات کی مخالفت کی ذمہ داری سے متعلقہ علماء کرام کسی طرح بھی بری الذمہ قرار نہیں پا سکتے ۔

بقیہ : مجلس ذکر

لگا کر رکھیئے کہ جو کچھ ملتا ہے خدا کے دروازے سے ملتا ہے اور جو کچھ ملنا ہے خدا کے دروازے سے ملے گا ۔ اللہ تعالے مجھے اور آپ کو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنی یاد میں گذارنے کی توفیق کے ساتھ زندہ رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین !

بقیہ : شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

عبدالعزیز نے اسے بلا لیا ۔ اس نے ٹکا پیش کیا اور ان کے سر پر کلاوہ باندھا ۔ پھر ایک طرف بیٹھ کر یہ انتظار کرنے لگا ، کہ اب شاہ عبدالعزیز کچھ دیں گے ، لیکن انھوں نے توجہ ہی نہ کی ۔ خاصی دیر گزر گئی ۔ مجاور نے دیکھا ، کہ یہ تو ہوں ہاں بھی نہیں کرتے ۔ آخر وہ بولا ۔ "حضرت مجھے کچھ تبرّک مل جائے ۔" شاہ عبدالعزیز نے کہا ۔ "آپ کو حضرت قطب نے بھیجا ، آپ نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی ۔ اب جب حضرت مجھے حکم دیں گے ، میں بھی آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کر دوں گا ۔ فی الوقت آپ تشریف لے جایئے ۔" مجاور اپنا سا منہ لے کر چلا گیا ۔ اس کے بعد اسے کسی عالم کے پاس جانے کی جرأت نہیں ہوئی ۔

کیسا خوبصورت ارشاد ہے ۔ حضور فداہ ابی و امی کا کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اپنی آنکھوں سے نہیں بلکہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے وقت کے اہل اللہ کی پہچان اور قدر کی توفیق نصیب فرمائے تاکہ ہم اخذ فیض کر سکیں اور اپنی زندگی کی تاریک راہوں کو روشن کر سکیں ۔

حضرۃ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ابو المنصور سرمدی

عصر کا وقت تھا ۔ دِلّی کی فتح پوری مسجد میں نماز شروع ہوئی ۔ امام نے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھی ۔ دفعتہً مسجد کے دروازے پر ایک بے ہنگم شور اٹھا ۔ بیشتر نمازیوں نے گھبرا کر نیت توڑ دی اور پیچھے مڑ کر دیکھا ۔ ایک مشتعل ہجوم دروازے پر قابض ہو چکا تھا ۔ ہجوم میں کسی کے پاس خنجر تھا ۔ کسی کے ہاتھ میں کٹار تھی ۔ کوئی تلوار سے مسلّح تھا ۔ کوئی چھری سے ۔ بہت سے لوگ لاٹھیاں گھما رہے تھے ۔ نیت توڑنے والے نمازیوں کے برعکس ایک بزرگ اور ان کے چند ساتھی خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے رہے ۔ انھوں نے ہنگامے کے باوجود اطمینان سے نماز پوری کی اور سلام پھیر کر دروازے کی طرف دیکھا ۔ ایک شخص نے مضطرب لہجے میں بزرگ سے کہا ؛ "حضور یہاں سے جلد از جلد نکل چلئے فساد ہونے والا ہے ۔"

دوسرے نے کہا ، "مسجد کے چھوٹے دروازے سے نکل چلیے ۔"

تیسرا شخص حیرت سے بڑبڑایا ۔ "کیا یہ لوگ خدا کا گھر مقتل میں بدلنا چاہتے ہیں ۔ آخر ان کا مطلب کیا ہے ؟"

بزرگ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کے کہا ۔ خبردار ! کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے ، اگر ہماری موت یہیں لکھی ہے ، تو اسے کون روک سکتا ہے ؟ اور اگر ہمارا وقت ابھی نہیں آیا ہے ، تو اطمینان رکھو ، ہمارا بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا ۔"

ہجوم برابر نعرے لگا رہا تھا ۔ "پکڑ لو ، کوئی بچ کر نہ جانے پائے ۔ اِن محمّدیوں نے ہمارا دین خراب کر دیا ہے ۔ یہ کافر ہیں ، مرتد ہیں ۔ انہیں قتل کر دو ۔ مار ڈالو ۔" کچھ لوگ مسجد کے صحن میں گھس آئے تھے ۔ ان کے تیور بگڑے ہوئے تھے ۔ انھوں نے بزرگ اور ان کے شاگردوں کو گھیر لیا ۔ بزرگ نے تحمّل سے پوچھا ۔ "کیا تم لوگ ہمیں قتل کرنا چاہتے ہو ؟"

"ہاں قتل کرنا چاہتے ہیں ۔"

"ہمارا جرم ؟" بزرگ نے دریافت کیا ۔

ایک لمبی قبا اور عمامے والے شخص نے طنزاً جواب دیا ۔ "سبحان اللہ حضرت کو اپنا جرم بھی نہیں معلوم ! کیا بے نیازی ہے ۔" پھر وہ غصّے سے بولا ۔ "تُو کافر ہے ، تُو نے قرآنِ پاک کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے ۔ یہ کتاب اللہ کی توہین ہے ۔ تُو نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے ۔ تیری سزا موت ہے ۔"

بزرگ نے مجمع کو سمجھانا بجھانا چاہا گر مجمع سنبھلنے کے بجائے بے قابو ہوتا گیا ۔ اس صورتِ حال پر بزرگ کو جلال آ گیا ۔ اُن کے ہاتھ میں ایک پتلی سی چھڑی تھی ۔ انھوں نے چھڑی اٹھائی اور "اللہ ہو" کا نعرہ بلند کیا ۔ نعرے میں عجیب اثر تھا ۔ بکھرے ہوئے لوگ کانپ کانپ کر سمٹنے لگے بزرگ نے اپنے ساتھیوں کو دروازے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا ۔ مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا ۔ بزرگ دروازے سے نکلے اور بازار کھاری باؤلی کی جانب بڑھے ۔ مجمع میں کوئی شخص چیخا ۔ "لوگو ! خبردار ، یہ بہروپیا بھاگنے نہ

پاتے "۔

بزرگ رک گئے اور مجمع کی طرف منہ کر کے بولے۔ "جو شخص جس جگہ ہے وہیں ٹھہرا رہے، اگر کسی نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا، تو وہ یہاں سے زندہ نہیں جاسکے گا"

اس تنبیہہ کے بعد کسی میں ہلنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ بزرگ اور ان کے ساتھی اطمینان سے روانہ ہو گئے۔

بزرگ کا نام شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی تھا۔ وہ گھر پہنچے۔ ان کا بڑا لڑکا عبدالعزیز ان سے لپٹ گیا اور رونے لگا۔ مسجد کے واقعے کی اطّلاع گھر والوں تک پہنچ چکی تھی۔ شاہ ولی اللہ نے عبدالعزیز سے کہا۔ "عزیزا! روتا کیوں ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ، دنیا والوں نے میرے تیرے نبی کو کس قدر اذّیتیں دی تھیں؟ بٹیا! آنسو پونچھ لے۔ اب ہم جانے والے ہیں۔ ہماری میراث علم ہے۔ اسے سنبھال"۔ عبدالعزیز نے ادب سے گردن خم کر دی۔

ہجری ۱۱۷۶ میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کا انتقال ہوا۔ انھوں نے چار کم سن لڑکے چھوڑے تھے۔ عبدالعزیز کی عمر سولہ سترہ برس کی تھی۔ اس نے اپنے باپ کی میراث ضائع نہ ہونے دی اور علم و عمل کے میدانوں میں ایسی شہرت حاصل کی، جو کسی اور کے حصّے میں نہ آئی۔ برّصغیر میں محدثین کے جس قدر سلسلے ہیں، ان سب کا واسطہ عبدالعزیز اور اس کے آباؤ اجداد سے ہے۔ باپ ولی اللہ، دادا شاہ عبدالرّحیم، پردادا شاہ وجیہ الدّین شہید، چچا شاہ اہل اللہ، بھائی شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی، بھتیجے شاہ اسماعیل، نواسے شاہ محمد اسحاق، شاہ محمد یعقوب اور داماد مولانا عبدالحیٔ۔

شاہ عبدالعزیز ۱۱۵۹ ہجری میں پیدا ہوتے تھے۔ اُن کا تاریخی نام غلامِ حلیم تھا۔ اس نام کے اعداد ۱۱۵۹ ہیں۔ تیس پشتوں بعد ان کا نسب حضرت عمرِ فاروق سے جا ملتا ہے۔ ان کے دادا شاہ عبدالرحیم نے دلّی میں علم حدیث کی اشاعت کے لیے مدرسہ رحیمیہ قائم کیا تھا۔ شاہ عبدالرحیم عالمگیری عہد کے جلیل القدر علماء میں تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے والد شاہ ولی اللہ کے پیدا ہونے کی بشارت شاہ عبدالرحیم کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے دی تھی۔ شاہ عبدالرّحیم کا کہنا ہے، کہ "ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین کے مرقد کی زیارت کے لیے گیا۔ میں ایک اونچے چبوترے پر کھڑا تھا، کہ دفعتہً خواجہ کی روح ظاہر ہوئی اور ارشاد ہوا، عنقریب تمہارے ہاں ایک ہونہار لڑکا پیدا ہو گا۔ تُم اس کا نام قطب الدین احمد، رکھنا۔ میں حضرت کا یہ ارشاد سُن کر حیران ہو گیا۔ میری بیوی ایسی عمر کو پہنچ چکی تھی، کہ اولاد ہونا محال تھا۔ آخر میں نے اس کی یہ تاویل کی، کہ اس لڑکے سے خواجہ کا مطلب پوتا ہو گا۔ جوں ہی میرے دل میں یہ خیال گذرا، خواجہ نے کہا، نہیں، خاص تمہارے صُلب سے لڑکا پیدا ہو گا؛ چنانچہ تھوڑے ہی دن بعد مجھے دوسرے نکاح کی خواہش ہوئی اور ولی اللہ پیدا ہوا۔ ابتدا میں یہ واقعہ میرے ذہن سے اُتر گیا تھا۔ اسی وجہ سے لڑکے کا نام تمام خاندان میں ولی اللہ مشہور ہو گیا، مگر کچھ مدّت گزارنے کے بعد جب مجھے یہ واقعہ یاد آیا، تو میں نے ان کا نام بدل کر قطب الدین احمد رکھ دیا"۔

شاہ عبدالعزیز نے پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ اس کے بعد فارسی کے چند مختصر رسالے پڑھے۔ پھر صرف دو تین سال میں عربی صرف و نحو کی کتابیں نکال لیں۔ بارہ سال کی عمر میں انھوں نے صَرف، نحو، فقہ، اصول، منطق، کلام، عقائد، ہندسہ، ہیئت اور ریاضی وغیرہ میں کامل مہارت اور اعلیٰ لیاقت پیدا کر لی تھی۔ اس کے بعد حدیث کی تعلیم شروع ہوئی۔

لوگ ان کی ذہانت اور طباعی دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ کوئی دقیق اور اہم مسئلہ ایسا نہیں تھا جسے وہ پانی نہ کر دیتے ہوں۔ بڑے بڑے عالم حتّٰی کہ خود شاہ ولی اللہ بھی حیرت زدہ رہ جاتے۔ ان کے خاندان میں نقلی علوم کے ساتھ ساتھ عقلی علوم کا بھی رواج تھا۔ حدیث اور تفسیر کے ساتھ منطق، ریاضی، تاریخ اور جغرافیے کی تعلیم بھی دی جاتی تھی، لیکن شاہ عبدالعزیز کو عقل کے بجائے نقلی علوم قرآن، حدیث، فقہ، اور تفسیر سے دلچسپی تھی۔ انھوں نے زندگی کا ایک ایک لمحہ انہی علوم کی تدریس میں صرف کیا۔ ان کے تینوں چھوٹے بھائی انہی کے شاگرد تھے۔ سترہ برس کی عمر میں وہ اپنے والد کے جانشین ہوتے اور نہایت سرگرمی سے طلبہ کو پڑھانے لگے۔ مدرسہ رحیمیہ کو ان کی وجہ سے دوامی شہرت حاصل ہوئی۔

اسی عمر میں ان کی برجستہ گوئی اور ذہانت کے ایسے چشمے اُبلے، کہ تشنہ لب عش عش کرنے لگے۔ جب انھوں نے مسندِ ارشاد سنبھالی، تو ولی اللہ خاندان کے چند شاگرد قصبہ پھلت سے بیل گاڑی کرائے پر لے کر دلی کی طرف چلے۔ راستے میں یہ لوگ علمی مباحثہ کرنے لگے۔ گاڑی بان ایک ہندو برہمن تھا۔ اس نے ان لوگوں سے کہا۔ "ایک بات بتاؤ، خدا ہندو ہے یا مسلمان؟" سب نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق جوابات دیتے، مگر وہ کچھ نہ سمجھا۔ آخر عاجز آ کر ان لوگوں نے کہا۔ دلّی چل کر شاہ صاحب سے اس بات کا جواب لے دیں گے"۔ دلّی پہنچ کر وہ اپنے ساتھ گاڑی بان کو شاہ عبدالعزیز کے پاس لے گئے۔ اس نے دیکھا، کہ سولہ سترہ برس کا ایک لڑکا بیٹھا ہے۔ وہ حیران ہو کر بولا "کیا بڑے مولوی صاحب یہی ہیں؟" لوگوں نے کہا۔ "ہاں"۔ اس نے شاہ صاحب سے کہا۔ "ہماری ایک بات کا جواب دو۔ خدا ہندو ہے یا مسلمان!" شاہ صاحب نے کہا۔ "جو بات ہم کہیں اسے ضرور سوچنا۔ اگر خدا ہندو ہوتا گئو ہتھیا کیوں ہوتی؟" گاڑی بان لاجواب ہو گیا۔

شاہ عبدالعزیز نے قرآن حفظ کر کے پہلے سال سنایا، تو تراویح کی نماز ہو چکی تھی۔ معاً ایک گھڑ سوار بہت عمدہ زرہ بکتر پہنے، برچھا ہاتھ میں لیے آتے اور پوچھنے لگے۔ "رسول اللہ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟" لوگوں نے انھیں گھیر لیا اور پوچھا۔ حضرت آپ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ کا اسم گرامی؟" انھوں نے بتایا۔ "میرا نام ابو ہریرہؓ ہے۔ سید عالمؐ نے فرمایا تھا، کہ ہم عبدالعزیز کا کلامِ مجید سننے چلیں گے۔ یہ فرما کے مجھے اُنھوں نے ایک کام سے بھیج دیا۔ اس سبب سے میں دیر سے آیا"۔ اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

شاہ عبدالعزیز کا زمانہ مسلمانوں کی اخلاقی گراوٹ کا زمانہ تھا۔ فسق و فجور کا بازار گرم تھا۔ کٹھ ملّاؤں نے اپنے حلوے مانڈے کے لیے لوگوں کو بے شمار رسوم میں مبتلا کر دیا تھا۔ ان کے لیے یہ بات ناقابل برداشت تھی، کہ کوئی شخص اٹھے اور اصلاحِ حال کا نعرہ لگائے۔ بہت سے لوگ شاہ عبدالعزیز کو متساہل کہتے ہیں، لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو اُن مشکلات سے آگاہ نہیں، جن سے شاہ صاحب کو دو چار ہونا پڑتا تھا۔ اس پُرفتن دور میں علمائے حق کو کئی کئی محاذوں پر لڑنا پڑ رہا تھا۔ شرک و جہل، گمراہ کرنے والے صوفیا، دنیا دار علماء، مغل سلاطین کی دینی بے حسی، انگریز حکومت اور اس کے ایجنٹ، وہ لوگ جو سوادِ اعظم کے بالکل مخالف تھے، انھوں نے شاہ صاحب اور ان کے والد کو بیحد اذّیتیں پہنچائیں، یہی سبب ہے، کہ شاہ صاحب فتنہ انگیز عنوانات سے ہمیشہ احتراز کرتے رہے۔ شاہ صاحب نے جس زمانہ میں تحفۂ

اثنا عشریہ لکھی، اس زمانے میں دلّی کا کوتوال نجف خاں تھا۔ نجف خاں کو ولی اللّٰہی خاندان سے لِلّٰہی بغض تھا۔ اس نے شاہ ولی اللّٰہ کے پہنچے اُتروا کے بے کار کر دیے تھے، تاکہ وہ کوئی کتاب یا مضمون تحریر نہ کر سکیں۔ اُسی نے مرزا مظہر جانِ جاناں کو شہید کرایا۔ شاہ رفیع الدّین اور شاہ عبدالعزیز کو دلّی سے نکال دیا۔ یہ دونوں حضرات مستورات سمیت تباہ حال شاہدرہ تک پیدل گئے۔ اس کے بعد مولانا فخرالدین نظامی کی کوشش سے عورتوں کو تو سواری مل گئی، لیکن شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدّین کو سواری نہیں ملی، چنانچہ شاہ رفیع الدّین پیدل لکھنؤ گئے اور شاہ عبدالعزیز جوُن پور۔ ان دونوں بھائیوں کو نہ ایک ساتھ رہنے کا حکم تھا، نہ سواری پر بیٹھنے کا۔ اس زمانے میں شاہ عبدالعزیز کا سن پچھتر برس کے قریب تھا۔ بینائی جاتی رہی تھی اور ضعف سے ان کے لیے چند قدم چلنا بھی دشوار تھا۔ اس سے پہلے نجف خاں نے انہیں دو دفعہ زہر دلوایا۔ ایک مرتبہ چھپکلی کی چربی ان کے بدن پر ملوا دی۔ اس سے شاہصاحب کو برص اور جذام ہو گیا۔ جون پور کے تکلیف دہ پیدل سفر میں انہیں لُو بھی لگی اس لیے ان کے مزاج میں سخت حدّت پیدا ہو گئی تھی۔

کچھ عرصے بعد نجف خاں کو کسی دُشمن نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ شاہ رفیع الدین لکھنؤ سے اور شاہ عبدالعزیز جون پور سے واپس دہلی آ گئے۔ ان کی غیر حاضری میں مصنوعی صوفیوں نے اُودھم مچا رکھا تھا۔ بادشاہ شہزادوں اور شہزادیوں پر ان کا بے پناہ اثر تھا۔ عوام ان کی مٹھی میں تھے۔ ان کی یہ جسارت ہو گئی تھی، کہ وہ حق گو علماء اور خلوت گزیں زاہدوں کے پاس آتے اور کہتے۔ "او مسجد کے ملنڈھے! کچھ دلوا۔ ہم رنڈی رکھیں گے، شراب پئیں گے، بھنگ گھونٹیں گے، اگر نہیں دے گا، تو سونٹا مار کر تیری کھوپڑی پاش پاش کر ڈالیں گے۔" مجبور ہو کر انہیں کچھ نہ کچھ دینا پڑتا تھا۔ حتیٰ کہ شاہ عبدالعزیز کے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر بھی دیتے تھے۔ وہ پیسے دیتے وقت ہمیشہ کہتے۔ "لو میاں صاحب! ان پیسوں کا کھانا کھا لینا۔" لیکن شاہ عبدالعزیز نے کبھی کسی کو کچھ نہیں دیا۔ ان کے دبدبے کی وجہ سے کسی ایسے ویسے کو تو ان کے سامنے جانے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ پھر بھی بعض مکّار طرح طرح کے حیلوں سے ان سے کچھ اینٹھنا چاہتے اور نامراد لوٹتے۔ ایک واقعہ مشہور ہے۔

خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی کے مزار کا ایک مجاور علماء کے پاس جاتا اور کہتا۔ "مجھ سے قطب صاحب نے فرمایا ہے، کہ آپ کے پاس آؤں، ایک ٹکا دوں اور کلاوہ سر پر باندھوں، لہٰذا تعمیلِ حکم کے لیے حاضر ہوا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ ٹکا پیش کرتا اور کلاوہ باندھتا۔ عالم کو بھی کچھ نہ کچھ نذرانہ مجاور کو دینا پڑتا، چنانچہ اس نے کسی کو نہ بخشا۔ ہر ایک سے رقمیں اینٹھیں۔ کسی نے اس سے کہا۔ "ہم تو جب جانیں، کہ تو شاہ عبدالعزیز سے کچھ وصول کر کے دکھائے۔" مجاور نے جواب دیا۔ "یہ کونسی بڑی بات ہے۔ آج ہی ان کے پاس جاتا ہوں۔ قطب صاحب کا نامِ نامی سُن کر کون جیب خالی نہ کرے گا۔" غرض وہ ٹکا اور کلاوہ لے کر شاہ عبدالعزیز کے ہاں گیا اور بولا۔ "میں قطب صاحب کے حکم پر ٹکا نذر کرنے اور کلاوہ باندھنے آیا ہوں۔" شاہ عبدالعزیز نے حکمتِ عملی سے کام لیتے ہوئے خدّام سے کہا "کہہ دو کہ ہم اس وقت وضو سے نہیں ہیں۔ پھر کسی وقت آئے۔" مجاور بلا کا ڈھیٹ تھا، کہنے لگا۔ "بہتر ہے، میں پھر حاضر ہو جاؤں گا۔" چند گھڑیاں اِدھر اُدھر گزار کر وہ دوبارہ خانقاہ میں گیا۔ اس پر شاہ

ایشیا کا عظیم بطلِ جلیل

حضرت امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

از قلم ضیاء الرحمٰن فاروقی

کون ہے جو عہدِ حاضر کے اس مجاہد سے واقف نہیں۔ جس نے انگریزی حکومت کے خلاف ۱۱ سال جیل کاٹی ——— تین مرتبہ جسے زہر دیا گیا ——— اور تین ہی دفعہ اس کو پھانسی کا حکم ہُوا۔ فقر و درویشی کا یہی پیکر برصغیر میں اردو کا سب سے بڑا خطیب بھی تھا۔

انگریزی حکومت کے تار پود بکھیرنا اس کا مشغلہ تھا۔ قادیانی جعلسازوں کی سرکوبی اس کے مشن کی بنیاد تھی۔ اگر وہ چاہتا تو سونے کے محلات تعمیر کر لیتا مگر اس کا جنازہ بھی کرائے کے ایک خستہ مکان سے اٹھتا ہے یہی برگزیدہ ہستی سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کی ذات تھی۔

جب انہوں نے وادیٔ سیاست میں قدم رکھا تو انگریزی استبداد کا ستارہ ثریا تک پہنچا ہُوا تھا ہندوستان نوائب کی ظلمتوں سے تیرہ و تار تھا۔ قدم قدم پر سختی تھی۔ گھڑی گھڑی میں دار و رسن کا کھٹکا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ زندان کی آواز تھی۔ آواز آواز پر جلا وطنی کے جھٹکے تھے۔ ایسے تند و تیز حالات میں ملک و قوم کے لئے لڑنا کوئی خالہ جی کا بھاڑا نہ تھا۔ بڑے بڑے دین کے نام نہاد وارث حجروں کی عافیت کوشی میں محوِ استراحت تھے۔ آپ میدان میں نکلے اور پورے ہندوستان میں انگریز دشمنی کا بیج بو دیا۔ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مجاہدین میں سے تھے۔ جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے آزادی کی تحریک لکھی۔ کھدر کا لباس تن پر تھا جَو کی روٹی غذا تھی، شب بیداری اس کا شغف تھا، فقر و فاقہ، جواں ہمتی، سفر و حضر کی تکلیفیں اس کے لئے معمولی باتیں تھیں۔ پانچ پانچ سال کی یکمشت سزا ان کے عزم و ثبات کو چیلنج کر سکتی تھی۔ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مجلس احرار کے بانی تھے ایک وقت تھا کہ پنجاب بھر میں ان کے رضا کاروں کی ایسی فورس تھی۔ کہ انگریزی حکومت ہر دم ان سے خائف رہتی ان کی خدا داد خطابت سے غیر مسلم بھی مسحور ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ وہ یکتائے زمانہ مقرر اور منفرد خطابت کے مالک تھے۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ایک باغ و بہار شخصیت رکھتے تھے۔ رفقاء کے غم میں وہ نڈھال ہو جاتے۔ ان کا ہر کام جماعتی نصب العین کے مطابق تھا۔

امیر شریعتؒ نے برصغیر کے کونے کونے میں پہنچ کر اسلام کی حقانیت و صداقت پر تقریریں کیں۔ سینکڑوں علاقوں میں جہاں اسلام کے نام سے کوئی واقف نہ تھا آپ نے ہزاروں انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ آپ کی تقریر غیر مسلم بھی بڑے شوق سے سنتے تھے۔ وہ عشاء کے بعد تقریر شروع کرتے فجر کی اذان ہو جاتی مگر کوئی آدمی اجتماع سے نہ اٹھتا تھا۔ مولانا محمد علی جوہر فرماتے ہیں:-

"اگر میرے بس میں ہو تو

حضرت مولانا میاں محمدّ اجمل قادری مدظلہّٗ کا دورۂ سندھ

رپورٹ :۔ ناظم الدین پھوڑ، خطیب جامع مسجد جونگل

گذشتہ دنوں حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہٗ مختصر دورہ پر سندھ تشریف لے گئے۔ آپ ۲۳ رجولائی کو بذریعہ جہاز لاہور سے ملتان پہنچے، یہاں پر جماعت سے وابستہ مختلف حضرات سے ملاقات فرمائی اور بعد عصر بذریعہ خیبر میل بہاولپور روانہ ہوئے وہاں حضرتؒ کے پرانے ساتھی جناب محترم سیّد عبدالرحیم شاہ صاحب کی مزاج پرسی فرمائی اور جماعتی احباب عبدالواحد صاحب، ملک حاکم علی صاحب وغیرہ سے ملاقاتیں فرمائیں رات کوئٹہ ایکسپریس سے شکارپور پہنچے۔ میاں صاحب کے ہمراہ کبیر والا کے جناب صوفی اللہ دتہ ممدال والے بھی تھے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد ضلع جیکب آباد کے ایک مشہور گاؤں جونگل تشریف لے گئے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا الحاج میر محمد صاحب مدظلہٗ کے ہاں قیام فرمایا۔ میاں صاحب نے سارا دن مصروف گذارا۔ لوگ آتے اور مختلف معاملات میں راہنمائی حاصل کرتے رہے۔ متعدد احباب حضرت میاں صاحب سے بیعت ہوئے۔ اگلے روز جامع مسجد نور میں مجلس ذکر منعقد کرائی۔ اور بڑا ایمان افروز خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیوی اور اخروی انعامات اللہ تعالےٰ کی عبادت، حضورؐ کی غلامی اور اولیاء اللہ کی صحبت سے ہی نصیب ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی صحبت سے انسان صحیح معنوں میں انسان بنتا ہے۔ آپ نے لوگوں کو اولیاء اللہ کی صحبت کی تلقین فرمائی۔ اگلے روز حضرت میاں صاحب ہمراہ الحاج دُر محمد صاحب درگاہ عالیہ امروٹ شریف تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت صاحبزادہ میاں رفیق احمد شاہ امروٹیؒ کے ہاں قیام فرمایا۔ ½۱۱ بجے دن امروٹ شریف سے روانہ ہو کر ایک بجے دن میرپور پہنچے۔ وہاں حضرت مدظلہٗ کے متعلقین کو زیارت سے نوازا۔ میرپور بھاگڑہ سے ایک مشہور قصبہ "عودی" جہاں رند بلوچ نسل سے تعلق رکھنے والے خاندان آباد ہیں تشریف لے گئے۔ نماز عصر وہاں ادا فرمائی۔ علاقے کے معزز علماء ٹھل شہر کے ممتاز علماء اور ڈاکٹرز وغیرہ تشریف لائے۔ واپسی پھر جونگل تشریف لائے اور صوفی رب نواز صاحب جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین میں سے ہیں کے مدرسہ میں دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد حضرت مولانا ہارون صاحب مدظلہٗ کے ہاں عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا ہارون صاحب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں اور حضرت امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلیفہ حضرت مولانا عبدالعزیز بھرچانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ گرامی ہیں۔ ملاقات میں بہت سے بزرگوں کے واقعات سامنے آئے اور ایک رقّت آمیز منظر کا سماں پیدا ہو گیا۔ وہاں سے فراغت کے بعد نماز مغرب مدینہ مسجد مدرسہ مدینۃ العلوم شکارپور میں ادا کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت سے وابستہ بہت سے حضرات جمع تھے۔ قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی جو آج کل

(باقی پر)

ندیم احمد القاسمی

اسلام میں عورت کا مقام اور اسکے بنیادی حقوق

اسلام نے جس وقت اپنا جامع اور مانع قانون دنیا کے سامنے پیش کیا یہ وہ زمانہ تھا جس وقت عورت کو انسانوں اور حیوانوں کے درمیان ایک مخلوق سمجھا جانے لگا تھا جس کی خلقت کا مقصد محض نسل انسانی کی بقاء اور مردوں کی غلامی کرنا تھا اور یہی وجہ تھی کہ جاہلیت کے اندر لڑکیوں کی پیدائش باعث شرمندگی و رسوائی تھی ان کی ولادت کے بعد ان کو قتل کر دینا یا زندہ درگور کر دینا باعثِ شرافت و افتخار سمجھا جانے لگا تھا...... غرضیکہ ہر جگہ صنفِ نازک مردوں کے جبر و تشدد ظلم و جور کا شکار بنی ہوئی تھی۔ مرد، مرد نہیں بلکہ وہ عورت کے مقابلہ میں جنگلی بھیڑیا تھا۔

اسی زمانہ کی ترجمانی قرآن نے اس طرح کی ہے:

واذا بشر احدھم بالانثیٰ ظل وجھہ مسودوھو کظیمہ یتواری من القوم سوء ما بشر بہ ایمسکہ علیٰ ھون ام یدسہ فی التراب الخ

ان میں سے جب کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جائے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے لڑکی کی ولادت کی خبر سے اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے اور اس سوچ میں پڑ جائے کہ ذلت برداشت کر کے اس کی پرورش کرے یا اسے زندہ درگور کر دے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

واذا بشر احدھم بما ضرب للرحمن مثلاً ظل وجھہ مسودا وھو کظیمہ

یعنی جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی بشارت دی جائے جس کو اللہ تعالےٰ مخصوص کرتا ہے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔

یہ حال تھا عورت کے بارے میں قبل از اسلام عرب قبائل کا۔ اس کے علاوہ غیر اقوام میں بھی عورت محض ایک کھلونا تھی جس سے آدمی جب چاہے کھیل لے اور جب چاہے توڑ ڈالے۔ نسوانی ناموس کے نام کوئی شے باقی نہ رہ گئی تھی۔ یونانی عموماً عورتوں کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے۔

عہد قدیم کے باب واعظ میں درج ہے کہ "جو کوئی خدا کا پیارا ہے وہ اپنے آپ کو عورت سے بچائے اس لئے کہ میں نے تمام عورتوں میں کسی کو ایسا نہیں پایا جو خدا کو پیاری ہو.........روم کے اندر مرد کی حکومت عورتوں پر جابرانہ تھی۔ عورت کا معاشرت میں کوئی حصہ نہ تھا شوہر کو اس کی جان پر بھی پورا حق حاصل تھا۔"

(تمدن عرب)

یہودی قانون کے اندر موجود ہے کہ عورت موت سے زیادہ تلخ ہے۔

ہندوؤں کا قانون کہتا ہے کہ تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، زہریلے سانپ، ان میں کوئی اتنی خطرناک نہیں جتنی عورت۔

(ستنیار تھ پرکاش ص۲۱)

مسیحی قانون کا ایک ترجمان ترتولیان وہ اپنے مذہب کی ترجمانی اس طرح کرتا ہے کہ وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے۔ وہ شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی خدا کے قانون کو توڑنے والی ہے۔

اس اندھیری رات اور گھنگھور گھٹاؤں میں اسلام کا ماہتاب عالمتاب طلوع ہوا جس نے اپنی ضیا پاشیوں سے اس ظلمت کدہ کو بقعہ نور بنا دیا۔ طوفانی بھنور میں پھنسی ہوئی انسانیت کی

سی کنارے آلی۔ افراط و تفریط کا دور دورہ ختم ہوا۔ اعتدال اور میانہ روی نے دنیا کی باگ ڈور سنبھالی جس کا جو حق تھا اس کو دیا گیا۔ صدیوں سے مظلومیت کی شکار صنف نازک (عورت) کو بھی اسلام نے کلی تحفظ دیا۔ نسوانی ناموس کی قدر و قیمت کے سوال کو زندہ کیا۔ اس راہ میں کسی قسم کی کوتاہی سے مکمل اجتناب کی تاکید کی گئی۔ ازدواجی تعلقات کے نظام کو نافذ کر کے جنسی رجحانات کو ضابطہ اور قانون کا پابند بنایا گیا ترک نکاح کے راہبانہ تصور کو غیر شرعی قرار دے کر ازدواجی زندگی پر زور دیا گیا عورت کو بجائے لعنت کے سکینت و رحمت کا مظہر ٹھہرایا گیا... ارشاد خداوندی ہے:۔

ومن اٰیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودة ورحمہ۔

اس آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے عورت کی ضرورت کا احساس دلایا اور اس کو باعث رحمت و سکینت قرار دیا۔

دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اکمل المومنین ایمانا امسنھم خلقا وخیارکم خیارکم لنسائکم۔

غور فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے بہتر ہونے کا معیار عورت کی پسند کو فرمایا۔ اس حدیث سے آپ خود عورت کی قدر و منزلت کا اندازہ لگائیں۔

اسلام نے عہد قدیم کے جور و ستم کی شکار عورت کو پہلے ایک اعلیٰ مقام عطا کیا پھر اس کے حقوق کی جانب دنیا کی توجہ دلائی۔

چنانچہ قرآن نے نسوانی حقوق کی حیثیت کا اعلان اس طرح کیا۔

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساءہ الخ

جس کا حاصل یہ ہے کہ عورت اور مرد خلقت کے اندر ایک ہی سرچشمہ کی دو موجیں ہیں انسانیت کی حد تک دونوں میں کمی بیشی کا خیال حقیقت نہیں بلکہ وسوسہ اور واہمہ ہے۔ عورت کوئی الگ مخلوق نہیں وہ بھی انسان ہے۔ عورت اور مرد کے اندر ذاتی تفاوت محض تمہاری زیادتی کی وجہ سے ہے۔

دوسری جگہ قرآن کریم کے اندر اللہ تعالیٰ نے عورت کے حق کو بیان کرتے ہوئے بطور وصیت فرمایا ہے۔

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الخ

عورت کو شاید یہی مرتبہ دے کر اس کا موقع دیا گیا کہ وہ اپنی مملوکہ مال کی بدولت مردوں کی دستگیری کے بغیر بھی راحت و آرام کی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ عورتیں جو اب تک میراث سے محروم تھیں اسلام نے انہیں میراث دی۔

اور اگر آپ اس کے اندر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ میراث کے تقسیم کا معیار عورت ہی کو ٹھہرایا گیا ہے جو اس کی قدر و منزلت کی جانب نشاندہی کرتی ہے۔

اس آیت کے اندر اعتراض کرنے والا یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ لڑکی کو لڑکے کے برابر حصہ نہ دے کر اس کی کمتری کو واضح کیا گیا ہے جو مساوات کے مخالف ہے لیکن یہ اعتراض بے سود ہوگا کیونکہ لڑکی کو حصہ اس کے والدین کے گھر سے ملتا ہے جو کہ اس کا اصلی مسکن نہیں بلکہ اصلی مسکن اس کے شوہر کا گھر ہے جہاں وہ میراث کی مقدار ہے اس طرح سے اس کی وراثت سب سے زیادہ ہے۔

اسلام نے عورتوں کو جب یہ حق دیا تو بہت سے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ ان عورتوں کو بھی حصہ ملے گا۔ مگر اسلام آیا ہی تھا دنیا میں حقداروں تک ان کے حقوق پہنچانے کے لئے۔ اس دین کا منشاء ہی تھا کہ ملکیت کا تصور جو عہد قدیم سے مردوں کے لئے آ رہا ہے غلط ہے۔ اس کے اندر عورت بھی شریک ہے۔

عورت جس روپ کے اندر ہو محض صنف نازک (عورت) ہونے کی حیثیت سے ملکی اقدار سے محروم نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ ماں کا ذکر کر کے فرمایا گیا۔

ولابویہ لکل واحد منھما السدس۔

جس جگہ جب باپ کی میراث کا ذکر آیا ماں کو بھی شریک میراث کیا گیا ایسا نہیں ہوا کہ ماں چونکہ عورت ہے اس وجہ سے محروم الارث ہے۔

دوسری جگہ بیوی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم ہ

جس طرح شوہر کو بیوی کے مال کا وارث قرار دیا گیا ہے ٹھیک اسی طرح عورت کو بھی شوہر کے متروکہ مال کا وارث قرار دیا گیا۔

پھر ایک دوسرے طریقہ سے عورت کے حقوق کی جانب توجہ دلائی گئی۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

وقضیٰ ربك الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔

یعنی یہی عورت جب ماں کے روپ میں ہو اس وقت اس کے حقوق بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ان اشکرلی ولوالدیك۔

ایک اور جگہ مذکور ہے:

فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولا کریماہ

ان تمام آیتوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے ماں کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا ہے جو کہ ایک عورت ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی ذکر کر دیا کہ کبھی ہوں ہاں اور ناگواری سے بھی ان کی باتوں کا جواب نہ دو۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تمہاری ماں سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کی مستحق ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ماں باپ کی خوشنودی کے بغیر تم پر جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے یعنی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ہی جنت ملے گی۔

اس طرح کی نہ جانے کتنی احادیثیں وارد ہوئی ہیں جن کے اندر ماں کی تعظیم و تکریم پر زور دیا گیا ہے اور یہ تمام آیات و احادیث عورت کے حقوق کی جانب واضح دلالت کرتی ہیں۔

عورت کا سب سے اہم رول بیوی کا ہوتا ہے اسی لئے اسلام نے اس روپ کے اندر خاص کر عورت کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

وعاشروھن بالمعروف الآیۃ

یعنی عورتوں کے ساتھ حسن و خوبی سے گذر بسر کرو۔ دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی طبعی و فطری کمزوری کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا؛

واستوصو بالنساء خیرا۔

یعنی تم اس بات کو وصیت سمجھ لو کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔

قرآن کے اندر دوسری جگہ موجود ہے: فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدہ

یعنی اگر تم کو احتمال ہو کہ تم عدل نہ برت سکو گے تو ایسی حالت میں ایک ہی بیوی پر بس کرو یہ اس لئے فرمایا تاکہ کسی بیوی کی حق تلفی نہ ہو سکے.....

اسی وجہ سے اسلام نے ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت مشروط رکھی ہے۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جو ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ کے اندر ارشاد فرمایا:۔

ایھا الناس ان لنساءکم علیکم حقا وان لکم علیھن حقا فعلیھن ان لا یطئن فرشکم احدا تکرھونہ الا باذنکم ولھن رزقھن وکسوتھن بالمعروف فاتقوا اللہ فی النساء واستوصوا بھن خیرا۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو تمہارے اوپر عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اور ان عورتوں پر بھی تمہارے کچھ حقوق ہیں۔ ان عورتوں پر لازم ہے کہ وہ تمہارے گھر میں ایسے آدمی کو داخل نہ ہونے دیں جسے تم ناپسند سمجھتے ہو مگر تمہاری اجازت سے، اور ان عورتوں کا حق ہے کہ وہ تم سے اپنی خوراک اور کپڑے کا مطالبہ کریں پس تم عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھائی کا برتاؤ کرو۔

اس خطبہ کے اندر حضور اکرم

ی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بنیادی حقوق نفقہ کپڑا مسکن کا ذکر فرمایا ہے خود رب العزت کا ارشاد بھی موجود ہے۔

لینفق ذو سعة من سعته ومن قدر علیه رزقه فلینفق مما اتاه الله ۔

بیوی کا ایک حق اور ہے جسے عام طور پر حق مہر کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے واٰتوھن اجورھن بالمعروف یعنی عورتوں کی مہر اچھی طرح ادا کرو۔

الغرض مرد عورت کے اندر مکمل مساوات ہے اور ہر ایک کے دوسرے پر حقوق و فرائض ہیں۔ جیسا کہ قرآن کے اندر موجود ہے۔

ولھن مثل الذی علیھن

یعنی ان عورتوں کے مردوں پر اتنے ہی حقوق ہیں جتنے مردوں کے عورتوں پر .... اس آیت پاک کے اندر باوجود اختصار کے ایک قاعدہ کلیہ موجود ہے۔ وہ یہ کہ عورت ہر چیز میں مرد کے مساوی ہے اور تمام انسانی حقوق میں مرد کے برابر ہے صرف ایک چیز میں برابر نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے للرجال علیھن درجةً سے تعبیر کیا ہے جس کی تشریح خود اللہ تعالیٰ دوسری جگہ الرجال قوامون علی النساء سے کی ہے۔

یعنی امارت مرد کے ہاتھ میں ہوگی باوجود اس کے کہ عورت سارے معاملات اخلاق و عبادات میں مرد کے مساوی ہے کوئی ایسی بات نہیں جس میں مرد کو بڑا اور عورت کو حقیر سمجھا جائے .... اور اس امارت و برتری کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے امور کے اندر مرد اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر عورت پر فائق ہے ... عورت کے اوپر زندگی میں کچھ اوقات ایسے بھی گذرتے ہیں جن میں وہ بڑی حد تک بے کار ہو جاتی ہے اور وہ خود دوسروں کی امداد و اعانت کی محتاج رہتی ہے مثلاً زمانہ حمل، رضاعت، بچوں کی الجھنیں حیض و نفاس وغیرہ۔

اس امارت اور برتری کے باوجود مرد کو عورت سے مشورہ کا حکم اس کی عظمت و رفعت پر دال ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فان ارادا فصالا عن تراض منھما وتشاور فلا جناح علیھما۔

اور یہ اسلام ہی ہے جس نے عورتوں کو سب سے پہلے یہ عزت

زاہد الحق قریشی

آج کا ایک مظلوم دین اسلام

روز نامہ جنگ میں ۳ اگست کو محترم پروفیسر عثمان صاحب کا مضمون پڑھ کر حیرت کے ساتھ ساتھ افسوس بھی ہوا۔ پروفیسر صاحب نے مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب کے ایک مضمون کے خلاف جوابی کاروائی کی تھی۔ شاید انہیں مولانا تقی عثمانی صاحب کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں ہیں مولانا تقی صاحب ملک کے چند علماء میں سے ہیں۔ جنہوں نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ شاید وہ واحد عالم دین ہیں جنہوں نے ایم اے، ایل ایل بی کیا ہوا ہے۔ اس لئے انہیں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کسی بھی طرح تاریک خیال مولوی نہیں کہہ سکتا۔ پروفیسر صاحب کا یہ فرمانا کہ تقی صاحب نے تصاویر کے خلاف فتویٰ کے انداز میں بات کی ہے۔ کوئی دلیل نہیں دی۔ اسلام کے اہم مسئلہ سے چشم پوشی کی دلیل ہے۔ بہت سے دلائل اور احادیث کی روشنی میں ہی کوئی فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اور جب ایک مرتبہ فتویٰ دے دیا جائے تو دلائل بار بار دہرانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

آجکل عام دستور ہو گیا ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کے مطابق نہیں ڈھالا جاتا بلکہ اسلام کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا جاتا ہے۔ جب ہر شخص اپنی آسانی کے لئے اسلام کو توڑتا مروڑتا رہے گا تو اسلام کا کیا بنے گا؟ وہ تو خدا بھلا کرے علماء حق کا وہ اس پرفتن دور میں بھی اسلام کو اصلی شکل میں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے بھی یہی کیا کہ تصاویر کے خلاف اسلامی احکامات سے یکسر لاعلمی کا اظہار فرما دیا نہ جانے کیوں؟ میں یہاں چند احادیث نقل کرتا ہوں۔

۱۔ ترجمہ: "قیامت کے دن تصویریں بنانے والے سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے"۔
(صحیح بخاری عن ابن مسعودؓ ص ۳۴ ج ۴ طبع مصری)

۲۔ ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون اور کتے کی قیمت اور حرامکاری کی آمدنی سے منع فرمایا اور سود کھانے والے، کھلانے والے، مصنوعی بال ملانے والی، ملوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت سے دوری کی بددعا کی ہے۔ (صحیح بخاری عن ابن جحیفہ ص ۱۳۵ ج ۴ مصری)

۳۔ ترجمہ: یعنی بلاشبہ قیامت کے دن تصویر کشوں کو المناک عذاب ہوگا۔ اور انہیں (عاجز کرنے کے لئے) کہا جائے گا۔ کہ جو تم نے بنایا ہے۔ اس میں جان بھی ڈالو۔
(صحیح بخاری عن ابن عمرؓ ص ۳۲ ج ۴)

۴۔ ترجمہ: یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی الماری کو ایک ایسے پردے سے ڈھانپ رکھا تھا جس پر جانداروں کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لائے تو دیکھتے ہی غصہ سے سرخ ہو گئے۔ اور پردے کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا۔ "اے عائشہؓ! قیامت کے دن وہ لوگ سخت اذیت میں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفت "خلق" کی نقل اتارتے ہیں۔
(مسلم عن عائشہؓ)

۵۔ جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی۔ قیامت کے دن اسے اس میں روح پھونکنے کو کہا جائے گا لیکن وہ اس سے عاجز ہوگا۔
(بخاری عن ابن عباسؓ ص ۲۵ ج ۴ مصری)

۶۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا کہ میری گذر اوقات اور

معیشت کا انحصار ہی تصویر کشی پر ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپؓ نے قریب بلا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا میں تجھے وہ بات بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ "ہر فوٹو گرافر جہنم کا ایندھن ہوگا۔ اس کی تیار کردہ سب تصویریں، جاندار چیزیں بنا دی جائیں گی۔ جو اُسے جہنم میں عذاب دیتی رہیں گی۔" پھر فرمایا کہ، بنابریں تجھے یہ کام چھوڑ کر کوئی دوسرا پیشہ اپنانا چاہیئے۔ اگر اس کے بغیر اور کوئی چارہ کار نہیں تو غیر روح مثلاً درخت وغیرہ کے بیل بوٹے بنا لیا کر۔"

(مسلم، عن سعید بن ابی الحسن)

گھر میں فوٹو رکھنے کی ممانعت

۱۔ ترجمہ: یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جانداروں کی تصویریں) بنانے اور انہیں گھر میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔"

(جامع ترمذی، عن جابر، قال حسن صحیح)

اس کے علاوہ حدیث بالا

۳۔ جن گھروں میں تصاویر لٹکائی جائیں اُن میں ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے۔

(صحیح بخاری عن عائشہؓ ص ۳۲ ج ۴ مصری)

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یعنی ایک مرتبہ جبریلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں کل بھی آیا تھا۔ لیکن آپ کے پاس اس لئے نہ آیا کہ دروازے پر تصاویر تھیں اور گھر میں بھی ایک تصویر دار پردہ تھا۔ نیز ایک کتا بھی تھا جس گھر میں یہ چیزیں ہوں ہم وہاں نہیں جاتے۔ اس لئے آپ حکم دیں کہ تصویروں کے سر کٹوا کر درختوں کی طرح بنا دی جائیں۔ اور تصویر دار پردہ پھاڑ کر نیچے بچھانے والے دو تکیے بنا لئے جائیں جو پامال ہوں گے اور کتا بھی گھر سے نکال دیا جائے تاکہ ہمارے داخلہ کے لئے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ کتا حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ کا تھا۔ آپؐ نے اس کو بھی باہر نکال دینے کا حکم صادر فرمایا۔"

(ابو داؤد، ترمذی، عن ابی ہریرہ باسناد)

۵۔ ترجمہ: یعنی جس گھر میں کتا یا فوٹو ہو اُس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔"

(بخاری، ص ۳۲ ج ۴ مصری
مسلم ص ج عن ابن عباسؓ)

میرے خیال میں اتنی احادیث کافی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث اس ضمن میں آئی ہیں۔ ان سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ہر ذی روح یعنی جاندار کی تصویر بنانا اور ان کا استعمال کرنا اور گھر میں رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جس پر نار جہنم کی وعید ہے۔ الشیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ مفتی الریاض کا فتویٰ اسی طرح ابن حجرؒ نے فتح باری میں علامہ ابن خطابیؒ کے حوالے سے فرمایا اور علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ" وہ تصاویر جن کا رکھنا حرام ہے۔ اور جن کی وجہ فرشتے گھر میں داخل ہوتے، ذی روح کی تصاویر ہیں۔ بہر صورت ایسا کاروبار کرنا اور پیشہ کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اس میں حق تعالیٰ کی صفت "خالقیت" کی نقل اتارنا ہے۔ غرضیکہ جاندار کی تصویریں، خواہ وہ کپڑے پر ہوں یا چٹائی پر، درہم پر ہوں یا دینار پر، کسی برتن پر ہوں یا دیوار پر، مطلقاً حرام ہیں۔"

(شرح صحیح مسلم، امام نوویؒ)

محترم پروفیسر عثمان صاحب نے مولانا تقی عثمانی صاحب سے دلیل کا مطالبہ کیا مگر خود اپنے مضمون میں ایک بھی دلیل مہیا نہ کر سکے۔ لے دے کر صرف ایک دلیل جناب صدر صاحب کے بیان کی دی۔ تو عرض ہے۔ صدر ضیاء الحق صاحب مارشل لاء کے ضابطوں میں تو اختلافی مانے جاسکتے ہیں لیکن دین اسلام کے ضابطوں کے سلسلے میں اختلافی قرآن حدیث اور ائمہ اکرام وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ پھر پروفیسر نے اپنا تمام زور بیان فلم کے فوائد گنوانے میں صرف فرما دیا لیکن تصویر کے دوسرے رخ کو کلی طور پر نظر انداز کر گئے۔ فلم بنانے کے پس منظر میں ایک پورا عملہ حصہ لیتا ہے جس میں فوٹو گرافر پروڈیوسر، اداکارہ و اداکار ایکٹر وغیرہ شامل ہیں۔ کیا یہ تمام آپس میں محرم معنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محرم مرد و عورت کے باہم اختلاط پر سختی سے پابندی لگائی ہے۔ اب تو

بچوں کا صفحہ

جواہر پارے

اسعد قادری

دنیا کی حرص نہ کرنا

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی حرص نہ کرنے سے بھی دل کو چین اور بدن کو آرام ملتا ہے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر بہت سی بکریوں میں دو خونی بھیڑیے چھوڑ دیئے جائیں جو ان کو خوب چیریں پھاڑیں کھائیں۔ اتنی بربادی ان بھیڑیوں سے بھی نہیں پہنچتی، جتنی بربادی آدمی کے دنیا کو اس بات سے ہوتی ہے کہ مال کی حرص کرے اور نام چاہے۔

حرام مال کمانا

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہوگا وہ بہشت میں نہ جائے گا۔ اور دوزخ ہی اس کے لائق ہے۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کوئی کپڑا دس درہم کو خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے تن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے۔

دھوکہ دینا

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہم لوگوں سے دھوکہ بازی کرے۔ وہ ہم سے باہر ہے (خواہ کسی چیز کے بیچنے میں دھوکہ ہو یا کسی اور معاملہ میں، سب بُرا ہے)۔

مسلمان کا عذر قبول کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے سامنے عذر کرے اور وہ اس کے عذر کو قبول نہ کرے تو ایسا شخص میرے پاس حوض کوثر پہ نہ آنے پائے گا۔

(ف) یعنی اگر کوئی تمہارا قصور کرے تو معاف کر دینا چاہیئے۔

خوش خلقی اور بد خلقی

فرمایا کہ خوش خلقی گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتی ہے جس طرح پانی نمک کے پتھر کو پگھلا دیتا ہے اور بدخلقی عبادت کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

کسی کو بے ایمان کہنا

فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہہ دے تو ایسا گناہ ہے جیسے اس کو قتل کر دے۔ فرمایا جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو اول وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر جاتی ہے۔ پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے۔ جس پر لعنت کی گئی تھی اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر ورنہ اس بھیجنے والے پہ پڑتی ہے۔

غصہ کرنا

ایک شخص نے حضور صلی اللہ

(باقی ۲۴ پر)

بقیہ : احادیث الرسولؐ

کو یہ روایت پہنچی تو انہوں نے بھی فرمایا۔ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں (۱) مجاورۃ الرسول فی روضتہٖ۔ حضورؐ کے ارشادات پر عمل کرنا ہے وملازمۃ تربتہٖ وحجرتہٖ۔ آپؐ کے حجرے اور مزار کی ملازمت (۳) وتعظیم اھل بیتہٖ وعترتہٖ۔ اہل بیت اور آپؐ کے خاندان کی تعظیم کرنا۔

حضرت احمد بن حنبل کی پسند کی تین چیزیں :۔

۱۔ متابعۃ النبی فی اجناد۔ حضورؐ کے ارشادات پر عمل کرنا (۲) والتبرک لعظم انوارہٖ۔ حضورؐ کے انوار کی عظمت سے تبرک حاصل کرنا ۳۔ والسلوک بالادب فی سنتہٖ آپؐ کی سنتوں پر ادب سے چلنا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں :۔

۱۔ عشرۃ الناس باللطف لوگوں کے ساتھ محبت سے رہنا۔ ۲۔ ترک مایودی الی التکلف تکلفات سے بچنا (۳) اقتداء بطریق التصوف۔ تصوف کی راہ اختیار کرنا۔

بقیہ : بچوں کا صفحہ

علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنّت میں داخل کرے۔ آپؐ نے فرمایا کہ غصّہ مت کرنا یہ تیرے لئے بہشت ہے۔

خوشامد کرنا

فرمایا جس شخص کے دو منہ ہوں گے قیامت میں اس کی دو زبانیں ہوں گی آگ کی (ف) دو منہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے منہ پر اس کی سنی کہہ دی اور اُس کے منہ پر اس کی سنی کہہ دی۔

غیبت کرنا

فرمایا جو شخص دنیا میں اپنے بھائی مسلمان کا گوشت کھائے گا یعنی غیبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردار گوشت اس کے پاس لائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ جیسا تو نے زندہ کھایا تھا اب مردہ کو کھا۔

کتّا پالنا یا تصویر رکھنا

فرمایا جس گھر میں کتّا یا تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔ بچوں کے کھلونے جو تصویردار ہوں وہ بھی منع ہیں۔

رشوت کی لعنت

رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

بقیہ : دورۂ سندھ

مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہیں کی مسجد میں مجلس ذکر منعقد کرائی۔ ذکر کے بعد حضرت میاں صاحب نے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ ہر انسان کو اپنے نفس کا محاسبہ ہر وقت کرتے رہنا چاہئے۔ آپ نے اعمال صالحہ کو سختی سے اپنانے کی تلقین فرمائی۔ رات گیارہ بجے کوئٹہ ایکسپریس سے خانپور تشریف لائے اور دین پور شریف میں حضرت میاں مسعود صاحب دین پوری مدظلہ اور حضرت میاں زبیر صاحب مدظلہ حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں۔ نئی تعمیر شدہ مسجد دیکھی۔ واپسی پر ملتان پہنچے۔ خانپور ریلوے اسٹیشن پر بہت سے جماعتی احباب جن میں حضرت مولانا مطیع الرحمٰن صاحب درخواستی بھی تھے الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے۔ ملتان پہنچنے کے بعد آپ ایک مشہور قصبہ "ممدال" تشریف لے گئے۔ اس قصبہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ایک بہت بڑی جماعت آباد ہے۔ یہاں ایک عورت کا جنازہ پڑھایا۔ متعدد افراد نے ملاقات کرکے مختلف مسائل میں راہنمائی حاصل کی۔

رات ملتان سے ہوتے ہوئے تشریف لے آئے۔

طِبّی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

ٹی بی کا نسخہ

س : بندہ عرصہ پانچ سال سے ٹی بی کا مریض ہے ۱۵ر مارچ ۱۹۸۴ء کو ایکسرے کرانے سے معلوم ہوا ہے کہ ایک پھیپھڑے پر داغ ہے۔ بندہ نے سنا ہے کہ آپ کے پاس ٹی بی کا نسخہ ہے۔ براہِ کرم مرحمت فرمائیں۔

علاوہ ازیں بواسیر کا ایک مسّہ ہے جس میں درد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی جلاب لگ جاتے ہیں۔

محمد امین نزد مسجد قلعے والی قصبہ ساہیوال ضلع سرگودھا

ج۔ ٹی بی کا نسخہ متعدد بار خدام الدین اور دوسرے جرائد میں شائع ہو چکا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

سفوف ہلدی $\frac{1}{2}$ تولے، آک کا تازہ دودھ چھ ماشے، دونوں کو کسی کھرل میں ڈال کر پندرہ منٹ تک کھرل کریں کہ دونوں یک جان ہو جائیں۔ روزانہ ایک رتی دن میں تین چار مرتبہ تازہ پانی کے ساتھ کھائیں۔ صبح و شام بکری کا دودھ پئیں۔ ٹھوس غذا نہ کھائیں۔ بکری کے گوشت کا شوربا، دودھ، پھلوں کا رس وغیرہ استعمال کریں انشاء اللہ صحت ہو گی۔

بواسیر کے مسّے دور کرنے کے لئے پھٹکڑی پانی میں حل کرکے مسّے پر صبح و شام لگایا کریں — انشاء اللہ صحت ہو گی۔

بالوں کی خشکی، پائیوریا

س : از راہ کرم بالوں کی خشکی دور کرنے اور مرض "پائیوریا" کے لئے کوئی نسخہ تحریر کریں۔

سلوبت خان
آزاد گڈز ٹرانسپورٹ، سانگھڑ

ج : بالوں کی خشکی دور کرنے کے لئے سب سے پہلے ہر قسم کے صابن کا استعمال ترک کر دیں۔ روزانہ بالوں میں لیموں کے رس کی مالش کریں۔ دو گھنٹہ بعد دھو لیں۔ بال خشک ہونے موسم سرما میں روغن ناریل اور موسم گرما میں روغن تارامیرا لگایا کریں۔

پائیوریا کے لئے یہ نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔

۱۔ مرچ سیاہ ا تولہ (۲) پھٹکڑی بریاں ا تولہ (۳) نیلا طوطیا بریاں ا تولہ (۴) کوئلہ کچلہ ۶ ماشہ۔ سب کو الگ باریک پیس کر ملائیں۔ روزانہ رات سوتے وقت ایک چٹکی دانتوں پر مل کر سو جائیں صبح گرم پانی سے کلی کریں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

یک پیری و صد عیب

س : میری عمر اسّی سال ہے میری بائیں ٹانگ میں کھچاؤ ہے جس سے ٹانگ نہ سیدھی ہوتی ہے نہ اکٹھی۔ دو سال پہلے گھٹنے میں شکایت پیدا ہوئی جس سے ایک قدم بھی نہیں چل سکتا تھا۔ انجکشن کرانے سے آرام آ جاتا۔ بعد ازاں سو دو سو قدم چلنا بھی دشوار تھا۔ بمشکل مسجد تک پہنچتا جہاں بیٹھنے سے تکلیف محروم ہو جاتی۔ اب تین چار ماہ سے چلنا مشکل ہو گیا ہے۔ گھر کے اندر دو چار قدم بمشکل اٹھا لیتا ہوں تکلیف صرف کھچاؤ کی ہے۔ پہلے

ایلوپیتھی پھر یونانی پھر ہومیوپیتھی علاج کرایا لیکن ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والا معاملہ بنتا گیا۔ دائمی قبض کی بھی شکایت ہے۔ براہِ کرم مناسب علاج سے مطلع فرمائیں۔

محمد عبداللہ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر
گورنمنٹ ہائی سکول سرائے عالمگیر

ج، آپ سارے علاج چھوڑ کر اب قرآنی علاج کی طرف رجوع کریں۔ روزانہ صبح دو چمچے شہد ایک کپ پانی میں جوش دے کر جھاگ اتار کر پی لیا کریں اور دوپہر اور شام کے کھانے کے درمیان ایک چمچی روغن زیتون پی لیا کریں۔ نیز روزانہ رات سوتے وقت ایک لوٹا گرم پانی میں ۲ تولہ نمک ملا کر گھٹنے پر گرایا کریں اور اس کے بعد ٹانگوں پر روغن زیتون کی مالش کرکے ٹانگیں کپڑے سے لپیٹ کر سویا کریں انشاءاللہ صحت ہوگی۔

تبخیر، درد، بواسیر

س، عمر ۴۳½ سال، جسم موٹا، پیشہ ملازمت، معدہ میں اکثر ریاح بھری رہتی ہے۔ ڈکار آتے ہیں، کبھی کبھی درد اور جلن ہوتی ہے پانی پینے سے بھی نفخ ہوتا ہے۔ پیٹ تنا رہتا ہے۔ پاخانہ تین چار مرتبہ روزانہ آتا ہے۔ نیز پاخانے کے ساتھ لیس دار مادہ آتا ہے۔ ۵ سال پہلے یرقان ہوا تھا۔ ہاتھ پر ورم آ جاتے ہیں۔ موٹاپا آ رہا ہے۔ پاؤں کے تلووں ایڑیوں میں درد رہتا ہے۔ گرم دواؤں سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ دو سال سے بادی بواسیر تھی۔ مقعد میں بھگندر پھوڑا تھا، اپریشن کرایا۔ مسّہ بھی نکلوا دیا۔ لیکن تکلیف بڑھ رہی ہے۔

(ماسٹر فقیر محمد لدھیانوی حاصلپور)

ج: روزانہ صبح میل دو میل پیدل سفر کریں۔ ہفتے میں ایک بار دن کے وقت ۵ تولہ کسٹر آئل پیا کریں۔ ہماری دواؤں اکسیر زجیرا و فولاد مروارید منگوا کر استعمال کریں انشاءاللہ صحت ہوگی۔

بقیہ: حضرت بخاری رح

میں شاہ صاحب کو تقریر نہ کرنے دوں۔ اس لئے کہ آپ تقریر نہیں کرتے جادو کرتے ہیں"۔

انہوں نے اپنی تقریروں سے وہ کام کیا جو بڑی بڑی جماعتیں مل کر نہ کر سکیں۔

امیر شریعت سید بخاریؒ کو جب معلوم ہوا کہ ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے علاقوں میں مسلمان اپنی لڑکیوں کا نکاح کرتے ہیں، اور انہیں دین کی ابجد سے واقفیت نہیں تو آپ نے مجلس احرار سے رخصت لے کر اس خطے میں کئی ماہ تک دورہ کیا۔ بستی بستی اور قریہ قریہ پہنچ کر قرآن سنایا۔ ایک ایک شہر میں کئی کئی روز محنت کرکے بے دین لوگوں کے دلوں میں اسلام کی مشعل روشن کی۔ نتیجۃً ایک بڑی آبادی اسلام پر عمل پیرا ہوگئی۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی اصولوں پر سودا نہیں کیا۔ بڑے بڑے نواب ان کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے۔ آپ کی زندگی کا اکثر حصہ جیل اور ریل میں گذرا۔ آپ خود فرماتے تھے:

"میں صبح کہیں، شام کہیں دن کہیں رات کہیں، تقریر کہیں، لوگوں نے کہا واہ شاہ جی واہ۔ میں جیل چلا گیا تو لوگوں نے کہا آہ، شاہ جی آہ — اس آہ اور واہ میں ہم ہو گئے تباہ۔

بقیہ: مظلوم دین

اکثر خواتین بھی ہدایت کاری میں نام پیدا کر رہی ہیں۔ فلم بناتے وقت احکامِ پردہ کا کیا حشر ہوتا ہے؟ پھر فلم میں اکثر باپ بیٹا یا بھائی بہن کو گلے ملتے دکھایا جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں یہ دونوں ایک دوسرے کے محرم بھی نہیں ہوتے۔ کیا اس شکل میں بھی اسلام کو کوئی ضرب نہیں پہنچتی ہے